Majallah-yi Talim o Tahqiq
Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan
ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

مجلہ تعلیم و تحقیق
مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

Issue 4, Vol 7 , October-December,2025

شمارہ۴، جلد۷، اکتوبر—دسمبر، ۲۰۲۵

اسلام کے جنگی اصول کی روشنی میں پاک بھارت جنگ کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Pakistan-India Conflict in Light of the Islamic Principles of Warfare.

Muhammad Ashraf Zaidi.[1]

Dr Muhammad Ghayas.[2]

Abstract

Islam permits warfare only under unavoidable circumstances and prescribes clear ethical principles and regulations. These include helping the oppressed, responding proportionately to aggression, protecting non-combatants, honouring treaties, and refraining from injustice. Islam introduced these laws much earlier 14^{th} century ago to be precise. Islam altogether rejected the traditional principles of warfare of that time and it offered a new set of rules based upon moral values. If these principles are neglected during wars, the tales of inhumane atrocities are nothing new. Even in the modern era, the laws of war are blatantly violated, and the man-made rules remain mere adornments of paper. Humanity is ruthlessly humiliated. This is precisely why Islam has bound ware fare to strict principles and rules. Moreover, Shariah has clearly and comprehensively outlined the laws of peace, specifying under what conditions and with whom peace should be made.

This research paper examines the recent escalation between Pakistan and India, which once again brought both nations to the brink of war, through the lens of Islamic principles of warfare. The purpose of this analytical study is to assess whether these principles were upheld or violated during the conflict. The study aims to offer a comparative evaluation of Islamic teachings and the actual conduct of both parties, with the broader goal of encouraging future policy-making grounded in Islamic values.

Keywords: Protection of non-combatants, Laws of peace, Ethical Principles, Humanity, Principles of warfare, Pak India conflict, Honouring Treaties.

1 پی ایچ ڈی سکالر، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، آئی فورٹین کیمپس اسلام آباد۔ashrafzaidi38@gmail.com

2 اسسٹنٹ پروفیسر، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، آئی فورٹین کیمپس اسلام آباد۔Muhammad.ghayas@riphah.edu.pk

اسلامی اور عالمی قوانین جنگ کا مقصد انسانی حقوق کا تحفّظ ہے اور ایک پر امن معاشرہ کا قیام ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے جنگوں کے مروجہ طریقوں کو بدل دیا اور ایسے اصول و قوانین وضع کیے جن کی روشنی میں آج کا انسان بھی امن کی منزل تک باآسانی پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ ان میں انسانی حقوق کی مکمل ضمانت موجود ہے۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں، غیر مقاتلین، قیدیوں، زخمیوں، سفراء، عبادت گاہوں، خانقاہوں، اور مستامن لوگوں کے لیے یہ اصول آج بھی آب حیات ہیں۔ اور جاہلی جنگوں کی نفی کرتے ہیں۔ جہاں جنگوں کا مقصد محض دنیاوی جاہ و جلال کا حصول، علاقوں پر قبضہ، اور انسانوں کو غلام بنانا ہی ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ انتقامی کاروائیوں میں انسانی جانوں کی بے حرمتی، عورتوں اور غلاموں کی خرید و فروخت، مال غنیمت کا حصول، قیدیوں کو باندھ کر قتل کرنا اور جلانا، لاشوں کا مثلہ کرنا۔ جرائم کی فہرست میں نہیں آتا ہے بلکہ ایسا کرنا کچھ معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ بین الملّی قانون نے بھی ہمیشہ جنگ کو قانون سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اخلاقیات کو دوران جنگ ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاسکتا۔

پروفیسر نپولڈ اپنی کتاب (Development of International Law after the War) میں لکھتا ہے:

ترجمہ: جیسا کہ جنگ میں گناہ کا سوال بین الاقوامی قانون کا سوال نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اخلاقیات سے ہے بین الاقوامی قانون ایک جائز اور ناجائز جنگ میں فرق نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ جنگ ہمیشہ بین الاقوامی قانون کے نقطہ نظر سے قانون کی نقیض سمجھی جاتی رہی ہے۔[2]

دورِ جدید میں ضروریات جنگ، جوش و ہیجان اور جذبات قوانین جنگ پر حاوی ہیں اور جنگوں میں عموماً ایسا ہی ہوا ہے کہ قوانین جنگ کا قطعی خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ وہی کچھ کیا جاتا ہے جس سے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا جاسکے ذاتی مفادات کے حصول کے لیے یہ قوانین کی اہمیّت کے حامل نہیں

سر طامس بارکلے اپنے ایک مضمون کے آخر میں لکھتا ہے:

جنگ کے عمل کو منضبط کرنے کے لیے جو عوامل بنائے گئے ہیں ان پر بہت زیادہ اعتماد نہیں کیا جاسکتا جنگی ضروریات جوش اور ہیجان جذبات جو ہمیشہ حالت جنگ میں برسرپیکار آتے ہیں ان بہتر سے بہتر قواعد کو بھی توڑ ڈالتے ہیں جنہیں ڈپلومیسی اپنی انتہائی ذہانت سے وضع کرتی ہے تاہم یہ قواعد اس رائے عام کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں جو مہذّب قوموں کے اعمال کے ارتکاب کی روک تھام کرتی ہے۔[3]

سر طامس بارکلے کا یہ موقف کہ جنگی قوانین عملی میدانِ جنگ میں اکثر مؤثر ثابت نہیں ہوتے، بین الاقوامی قانون کی ایک بنیادی کمزوری کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان کے نزدیک جنگی ضروریات، جذباتی ہیجان اور فوری عسکری تقاضے اُن ضابطوں کو پامال کر دیتے ہیں جو سفارت کاری اور قانونی فکر نے نہایت احتیاط سے مرتب کیے ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ قوانین مہذّب اقوام کے اجتماعی اخلاقی شعور (public opinion) کی عکاسی کرتے ہیں، تاہم ان کی حیثیت زیادہ تر اخلاقی دباؤ تک محدود رہتی ہے، نہ کہ مؤثر نفاذ (enforcement) تک۔

اس کے برعکس، اسلامی اصولِ جنگ محض قانونی یا سفارتی ضابطے نہیں بلکہ دینی و اخلاقی فرائض کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن و سنت میں جنگ کے دوران ضبطِ نفس، ظلم سے اجتناب، غیر محارب افراد (عورتوں، بچوں، بوڑھوں) کے تحفظ اور حد سے تجاوز کی ممانعت کو عبادت اور جواب دہی کے تصور سے جوڑا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تصورِ جنگ میں قانون کی پابندی محض ریاستی مفاد یا عالمی رائے عامہ پر منحصر نہیں بلکہ فرد کے ایمان اور

---

[2] **Nippold, Otfried.** *The Development of International Law After the World War.* Translated by Amos S. Hershey. Clark, NJ:(The Lawbook Exchange, Ltd.2003), p12.

[3] International Law," in *Encyclopaedia Britannica, or A Dictionary of Arts, Sciences and General Literature* (Vol. 27), Wentworth Press, 2016.

آخرت میں جواب دہی کے احساس سے مربوط ہے۔اس تناظر میں کہا جاسکتا ہے کہ جہاں مغربی بین الاقوامی قانون جنگی حالات میں اخلاقی اقدار کے ٹوٹنے کا شکوہ کرتا ہے، وہیں اسلامی شریعت جنگ کے شدید ترین حالات میں بھی اخلاقی حدود کو لازم اور ناقابل تنسیخ قرار دیتی ہے۔

مقالہ ہذا میں پاک بھارت جنگ میں دوران جنگ غیر انسانی طریقوں مثلاً شہری آبادیوں کو نشانہ بنانا، جنسی تشدّد، عصمت دری، قیدیوں سے غیر انسانی سلوک، لاشوں کی بے حرمتی، زہریلی اشیاء کی پانی میں ملاوٹ، مذہبی و نسلی تعصّب، نفسیاتی جنگ اور جھوٹا پروپیگنڈا جیسے منفی اصولوں کی شرعی اور قانونی حیثیت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

جنگ اردو زبان کا لفظ ہے عربی زبان میں اسے حرب کہتے ہیں جبکہ انگلش میں وار کہتے ہیں۔

اردو ڈکشنری فیروز اللغات کے مطابق "جنگ" سے مراد لڑائی ہے اسی طرح جنگ الما، بحری لڑائی اور جنگ بہ حملہ، جارحانہ لڑائی، اور جنگ جو لڑنے والے کو کہتے ہیں۔[4]

عربی اہل زبان کی ترجمانی ابن منظور افریقی نے اپنی کتاب لسان العرب میں درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

اَلْحَرْبُ: نَقِيضُ السِّلْمِ، أُنْثَى، وَوَصْفُهَا كَأَنَّهَا مُقَاتِلَةُ حَرْبٍ.[5]

ترجمہ: الحرب: نقیض السلم، مؤنث ہے، اوراس کی اصل ایک صفت ہے، گویا کہ اس کا مطلب ہے مقاتلة حرب (شدید لڑائی)۔

انگریزی زبان میں لفظ جنگ کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے:

War is **(a)** a state or period of usually open and declared armed hostile conflict between states or nations; and **(b)** the art or science of warfare.

ترجمہ: ریاستوں اور اقوام کے مابین کھلی اور اعلانیہ مسلح کشمکش کی حالت یا بذریعہ فنون جنگ یا علوم جنگ۔

Conflict is **(a)** a state of hostility, opposition, or antagonism; and **(b)** a struggle between opposing forces or for a particular objective.[6]

(a) مخاصمت، کشمکش یا دشمنی کی کیفیت۔

(b) باہم مخالف قوّتوں کے مابین کشمکش یا ایک مخصوص ہدف کے حصول کے لیے کشمکش۔

پاک بھارت جنگ کا تاریخی پس منظر

پاکستان اور بھارت کے درمیان تنازعات کی بنیادی وجہ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء ہے جب کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت کے باوجود اسے بھارت کے حوالے کر دیا گیا اب تک کشمیر کے مسئلہ پر تین بڑی جنگیں لڑی جاچکی ہیں ۱۹۹۹ء کی کارگل جنگ کے بعد ۲۰۱۹ء میں بھارت نے پاکستانی سرحدوں کو عبور کرکے بالاکوٹ سرجیکل سٹرائیک کی جسے پاکستان نے شدید ردّ عمل کا نشانہ بنایا۔

۱۹۴۷ء کی جنگ

۱۹۴۷ء یا ۱۹۴۸ء کی جنگ جسے پاکستان بھارت پہلی جنگ یا کشمیر جنگ کہا جاتا ہے برصغیر کی تقسیم کے بعد شروع ہوئی اس جنگ کا بنیادی سبب ریاست جموں کشمیر کا تنازع تھا جو پاکستان اور بھارت دونوں کے لیے اہمیّت رکھتی تھی پاکستان اور بھارت دو آزاد ریاستوں کے طور پر وجود میں آئے برطانوی حکومت نے ۵۶۲ ریاستوں کو اختیار دیا کہ وہ پاکستان یا بھارت کے ساتھ الحاق کریں یا آزاد ریاست کے طور پر رہیں کشمیر پاکستان کے

---

4 مولوی فیروزالدین، **فیروزاللغات**، (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۸۹۷ء)، ص ۴۷۴۔

5 ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، (بیروت: دار صادر، ت۔ن)، ۳۴۳/۱۔

6 -.Longman dictionary of the English language, Harlow, Essex, England, p: 502.

شمال میں واقع تھااور قدرتی راستہ پاکستان سے جڑا تھا ریاست جموں کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت تھی لیکن حکمران مہاراجہ ہری سنگھ ہندو نے فوری طور پر کسی سے الحاق نہیں کیا مہاراجہ کی تاخیر کی وجہ سے صورتحال پیچیدہ ہوگئی۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء پاکستان کے شمال مغربی قبائلی علاقوں سے مسلح قبائلیوں نے کشمیر پر حملہ کیا تاکہ ریاست کو پاکستان سے الحاق پر مجبور کیا جاسکے مہاراجہ ہری سنگھ نے بھارت سے فوجی مدد طلب کی مہاراجہ کی درخواست پر بھارت نے مدد کے بدلے کشمیر کے بھارت سے الحاق کا مطالبہ کیا جس پر مہاراجہ نے دستخط کیے۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء سے جنوری ۱۹۴۹ء پاکستان اور بھارت کے درمیان مکمل جنگ چھڑ گئی پاکستانی رضاکار، قبائلی لشکر، اور بعد میں باقاعدہ فوج شامل ہوئی بھارت نے ہوائی جہاز کے ذریعے فوجی دستے سری نگر پہنچادیے ۱۹۴۸ء کو بھارت مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ لے گیا جنوری ۱۹۴۹ء کو اقوام متحدہ کی ثالثی سے جنگ بندی ہوئی اس کے بعد کشمیر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ا۔ آزاد کشمیر (پاکستان کے زیر انتظام) ۲۔ جموں کشمیر (بھارت کے زیر انتظام)۔

نتیجتاً مسئلہ کشمیر ایک بین الاقوامی تنازع بن گیا اقوام متحدہ نے استصواب رائے (ریفرنڈم) کی قرارداد منظور کی جو آج تک نافذ نہ ہوسکی اس جنگ نے پاک بھارت تعلقات میں مستقل کشیدگی کی بنیاد رکھ دی۔[7]

۱۹۶۵ء کی جنگ

پاکستان اور بھارت کے مابین لڑی جانے والی دوسری بڑی جنگ تھی ۶ ستمبر کو آغاز ہوا اور ۲۳ ستمبر کو اقوام متحدہ کی مداخلت پر جنگ بندی کے ساتھ اختتام پزیر ہوئی۔ اس جنگ کا سبب بھی تنازع کشمیر تھا پاکستان نے بھارت کے زیر انتظام کشمیر میں آزادی کی تحریک کو ابھارنے کے لیے آپریشن جبرالٹر خفیہ آپریشن شروع کیا جس کا مقصد کشمیری عوام کو بھارتی حکومت کے خلاف بغاوت پر ابھارنا تھا بھارت نے پاکستان کی فوجی مداخلت کو جارحیت قرار دیا اور کنٹرول لائن عبور کرتے ہوئے لاہور، سیالکوٹ اور دیگر محاذوں پر حملے شروع کر دیے بھارت نے اچانک حملہ کیا لیکن پاکستان نے بہادری سے دفاع کیا یہ دنیا کی سب سے بڑی ٹینکوں کی جنگوں میں سے ایک ہے جس میں دونوں جانب سے بھاری نقصان ہوا۔ پاکستان نے قصور چونڈہ اور اوکاڑہ کے محاذ پر بھارتی ٹینکوں کا موثر دفاع کیا۔

عالمی طاقتوں، خاص طور پر امریکہ اور سوویت یونین کی کوششوں سے جنگ بندی کا اعلان کیا گیا۔ معاہدہ تاشقند (جنوری ۱۹۶۶ء) سوویت یونین کی ثالثی سے وجود میں آیا جس پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم نے دستخط کیے۔ فوجی لحاظ سے کوئی واضح فتح نہیں ہوئی اور جنگ بغیر کسی نتیجے کے ختم ہو گئی۔[8]

۱۹۷۱ء کی جنگ

برصغیر کی سب سے المناک اور فیصلہ کن جنگوں میں سے ایک تھی جس کے نتیجے میں پاکستان کے مشرقی حصے نے علیحدگی اختیار کر لی اور بنگلہ دیش کے نام سے ایک نئی ریاست وجود میں آئی۔ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں شیخ مجیب الرحمٰن کی جماعت عوامی لیگ نے قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل کی مگر مغربی پاکستان کی سیاسی قیادت نے اقتدار کی منتقلی سے گریز کیا مشرقی پاکستان میں بداعتمادی بڑھی اور علیحدگی کی تحریک نے زور پکڑا۔ پاکستان آرمی نے ڈھاکہ سمیت دیگر شہروں میں بغاوت ختم کرنے کے لیے آپریشن شروع کیا جس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر انسانی جانوں کا نقصان ہوا۔ بھارت نے ان واقعات کو بنیاد بنا کر بنگالی مہاجرین کو پناہ دی اور مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی کے نام سے مسلح گروہوں کو تربیت

---

[7]. https://kashmir-rechords.com/maharaja-hari-singhs-letter-to-lord-mountbatten-in-haste.

[8] محمد موسیٰ، **میری یادیں** (جنگ ۱۹۶۵ء کی داستان) (لاہور: فوجی فاؤنڈیشن ۱۹۷۲ء) ص ۲۷۔

واسلحہ فراہم کیا۔ دسمبر ۱۹۷۱ء کو بھارت نے پاکستان کے مغربی محاذ (لاہور، سیالکوٹ، راجھستان) پر حملہ کر دیا پاکستان نے جواب دیا لیکن مشرقی پاکستان میں بھارتی فوج اور مکتی باہنی نے مل کر فیصلہ کن کاروائی کی۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ڈھاکہ میں پاکستانی فوج کے مشرقی کمانڈر جنرل نیازی نے بھارتی جنرل اروڑہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ پاکستانی فوجی اور سول اہلکار قیدی بنائے گئے جن کی تعداد نوے ہزار تھی۔[9]

کارگل کی جنگ

کشمیر کے کارگل سیکٹر میں لڑی گئی یہ جنگ مئی تا جولائی ۱۹۹۹ء تک جاری رہی۔ ۱۹۸۴ء میں بھارت نے سیاچن گلیشیر پر قبضہ کر لیا تھا جس کے بعد سے پاکستان اور بھارت کے درمیان متنازعہ ہو چکی تھی کارگل جنگ اسی تناظر میں سامنے آئی جب پاکستانی فوج اور مجاہدین نے بلند چوٹیوں پر پوزیشنیں سنبھال لیں جو سردیوں میں بھارت خالی چھوڑ دیتا تھا۔ بھارت نے بھرپور زمین اور فضائی حملے کیے تاکہ چوٹیوں کو واپس حاصل کیا جاسکے ٹائیگر ہل، تولولنگ، دراس اور بٹالک میں سخت لڑائیاں ہوئیں پاکستانی فورسز نے بھارتی سپلائی لائن پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا جس سے بھارت کو شدید دباو کا سامنا کرنا پڑا۔ عالمی دباو (خصوصاً امریکہ) پاکستان پر بڑھا اور جولائی ۱۹۹۹ء کو وزیر اعظم نواز شریف نے امریکہ کا دورہ کیا اور صدر کلنٹن کے ساتھ مذاکرات کے بعد پاکستان نے چوٹیوں سے واپسی کا اعلان کیا بھارت نے جنگ میں فتح کا دعویٰ کیا جب کہ پاکستان نے اسے دفاعی کامیابی قرار دیا۔[10]

اسلام کے بنیادی جنگی اصول

صلح و جنگ بین الاقوامی قوانین میں ہمیشہ ایک خاص موضوع رہا ہے۔ لیکن اسلامی شریعت میں اس کی اہمیّت اس لیے بھی ہے۔ کہ دعوت و تبلیغ کے ساتھ جہاد بالسیف کو باقاعدہ دین اسلام کے ایک رکن کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اور ناگزیر حالات میں یہ فرض عین کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اور جہاد کی جتنی بھی اقسام ہیں ان کو حق کے قیام کے لیے عمل میں لایا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث نے جنگ کو قتال کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اور وہ تمام قواعد و ضوابط جو صلح و جنگ سے متعلّق ہیں۔ نہایئت خوبصورت اور جامع انداز میں بیان کر دیئے ہیں۔ اسلام میں ان اصولوں کی حیثیت قوانین کی ہے جن پر عمل پیرا ہو کر ہی ایک مسلمان اپنی پہچان کرا سکتا ہے یہ اصول درج ذیل ہیں:

۱۔ مذہبی مقامات کو نقصان پہنچانے کی ممانعت (Prohibition of damaging religious places)

جنگ کا بنیادی اصول عبادت گاہوں کی حفاظت قرار دیا گیا ہے اسلامی اصول جنگ کے مطابق مقدس عبادت گاہوں کو نقصان نہ پہنچانا ایک ضابطۂ شریعت ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا[11]

ترجمہ: اگر خدا ایک دوسرے کے ذریعے لوگوں کو دفع نہ کرتا تو صوامع، گرجے، معبد، اور مساجد جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے ہوتا ہے مسمار کر دیئے جاتے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ اپنی کتاب میں اس آیت کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

---

9 لیمب الاسٹر، **کشمیر: ایک متنازعہ ورثہ، ۱۹۹۰-۱۸۴۶ء**، (راکسفورڈ بکس، ہرٹنگفورڈ بری ۱۹۹۱ء)، ص ۸۳۔

10. https://www.bbc.com/urdu/pakistan-55168612-

11 القرآن: ۲۲/۴۰۔

اگر اللہ عادل انسانوں کے ذریعے سے ظالم انسانوں کو دفع نہ کرتا رہتا تو اتنا فساد ہوتا کہ عبادت گاہیں تک بربادی سے نہ بچتیں جن سے ضرر کا کسی کو اندیشہ تک نہیں ہو سکتا۔[12]

پاک بھارت کشیدگی اور ۲۰۲۵ء کے تصادم کے دوران مختلف رپورٹس میں مذہبی مقامات کے نقصان اور خطرے کی باتیں سامنے آئی ہیں۔ مثال کے طور پر ۲۰۲۵ء کے تصادم کی رپورٹ میں کہا گیا کہ پاکستان کی طرف سے مارے گئے ہتھیاروں کے نتیجے میں بھارت کے زیر انتظام کشمیر میں گوردوارا اور دیگر عمارات کو نقصان پہنچا ہے، جس میں سکھ مذہبی مقام بھی شامل ہیں۔[13]

اسی طرح ایک عالمی خبر ایجنسی کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ بھارتی فضائی حملوں میں پاکستان میں مساجد کو نقصان پہنچا، خاص طور پر بہاولپور اور دیگر مقامات پر قومی عبادت گاہوں پر اثر پڑا۔[14]

مزید برآں، بھارتی سکھ پیشوا نے سرحدی کشیدگی کے دوران دونوں اطراف کے مذہبی مقامات کو لاحق خطرے پر خصوصی دعا کی ضرورت پر زور دیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ جنگی تنازع میں عبادت گاہوں کے تحفظ کا مسئلہ اہم ہے۔[15]

یہ تازہ ترین واقعات اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ پاک–بھارت جنگی کشیدگی میں، جنگی کارروائیوں کے دوران مذہبی اور مقدس مقامات بھی خطرے میں آتے ہیں یا نقصان پہنچتے ہیں، چاہے وہ مساجد، گوردوارے یا دیگر عبادت گاہیں ہوں۔ اسلامی اصولِ جنگ کے مطابق ایسی عبادت گاہوں کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے۔

۲. لوٹ مار کی ممانعت (Prohibition of looting)

حضرت معاذ بن انسؓ ایک جنگ کی روداد سناتے ہوئے کہتے ہیں:

غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ كَذَا وَكَذَا، فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ، فَبَعَثَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ۔[16]

ترجمہ: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ فلاں غزوہ میں شریک ہوا۔ لوگوں نے (سفر میں) ٹھہرنے کی جگہ تنگ کر دی اور راستہ بند کر دیا (لوٹ مار کی غرض سے)۔ تو نبی کریم ﷺ نے ایک منادی کو بھیجا جو لوگوں میں اعلان کرے: جس نے کسی کے ٹھہرنے کی جگہ تنگ کی یا راستہ بند کیا، اس کے لیے کوئی جہاد نہیں (یعنی اس کا جہاد قبول نہیں)۔

امام شوکانی اس حدیث کی فقہی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دشمن کے ساتھ حسن سلوک، اپنے ساتھیوں کے لیے سہولت پیدا کرنا، اور اجتماعی نظم کی پابندی جنگ کے روحانی اور دینی فوائد حاصل کرنے کے لیے ضروری شرائط میں سے ہیں۔[17]

---

12 مودودیؒ، **الجہاد فی الاسلام** (لاہور: اے این اے پرنٹرز، ۲۰۰۲ء)، ۳۸۔

13 *Associated Press.* "The Latest: India Fires Missiles into Pakistani-Controlled Territory after Massacre of Tourists." May 7, 2025.

14 *Times of India.* "Sikh Preacher Prays for Peace as Tensions Threaten Religious Sites on Both Sides of Indo-Pak International Border." May 6, 2025.

15 India–Pakistan Conflict." *Wikipedia.* Accessed January "2025 ,2026.

16 سلیمان بن اشعث سجستانی، **سنن ابی داؤد**، (مصر: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۳۵ء)، کتاب الجہاد، باب فی قسم الغنیمۃ، ح ۲۶۲۹۔

17 محمد بن علی شوکانی، **نیل الاوطار** (ریاض: مطبع دار ابن الجوزی، ۱۹۹۳ء) کتاب الجہاد، باب آداب الغزو، ص ۲۵۔

جنگ ۱۹۴۷–۱۹۴۸ء (کشمیر) متعدد رپورٹوں کے مطابق کشمیری علاقوں میں مسکونی علاقوں، بازاروں اور کسانوں کی زمینوں پر قبضہ یا لوٹ مار کی کوششیں ہوئیں۔ اسلامی اصول کے مطابق یہ عمل نہ صرف غیر اخلاقی بلکہ شرعی طور پر جہاد کے دائرہ سے باہر تھا۔ جنگ ۱۹۶۵ء بھارت اور پاکستان کے درمیان زمینی اور فضائی تصادم میں کئی علاقوں میں گھروں، دکانوں اور ذخائر پر قبضہ یا نقصان دیکھا گیا۔ نبی ﷺ کے اصول کی روشنی میں یہ بھی اس بات کی نشاندہی ہے کہ جنگ میں عسکری فوائد کے لیے شہری املاک کو نقصان پہنچانا ممنوع ہے۔ جنگ ۱۹۷۱ء مشرقی پاکستان میں شہری علاقوں پر قبضہ اور بعض لوٹ مار کے واقعات ریکارڈ ہوئے، خاص طور پر مغربی پاکستان کے فوجی حملوں کے دوران۔ یہ واقعات اس اصول کی عدم تعمیل کی عکاسی کرتے ہیں کہ جنگ صرف دفاعی اور عادلانہ ہونا چاہیے، نہ کہ غیر ضروری لوٹ مار یا عوامی نقصان۔

۳۔ عہد و پیمان کی پابندی (Prohibition of covenant)

مسلمانوں کو معاہدات کی پاسداری کی تاکید کی گئی ہے بلکہ احترام معاہدات کو عین تقوی قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا وعدوں کو توڑنا کسی صورت مسلمان کے لیے زیبا نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَى مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔ (18)

ترجمہ: پھر انہوں نے اپنے عہد پورے کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ایسے لوگوں کے ساتھ تم بھی مدّت معاہدہ تک وفا کرو کیوں کہ اللہ متقیوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

علامہ ابن کثیر آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام عہد و پیمان کی حرمت کو باقی رکھتا ہے حتیٰ کہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی، جب تک وہ خیانت نہ کریں۔ (19)

۱۹۶۵ء کی جنگ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء کو جنگ بندی معاہدے اور پھر تاشکند ڈیفالریشن کے بعد ختم ہوئی۔ باوجود معاہدے کے، گولہ باری اور چھوٹے سطح کے حملے وقفے کے بعد بھی جاری رہے۔ سرحد کے کئی سیکٹروں میں عدم استحکام اور چھوٹی لڑائیاں معمول رہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے معاہدے کی مدت تک وفا کرنا بلکہ معاہدے کے بعد بھی گولہ باری نہ کرنا ضروری ہے۔

۱۹۷۱ء کی جنگ کے بہت شدّت کے ساتھ لڑائی کے بعد شملہ معاہدہ طے پایا، جس میں فریقین نے معاہدے کی پابندی کا عہد کیا۔ لیکن بعد میں سرحدی علاقوں) خاص طور پر LoC پر وقفے وقفے سے فائرنگ اور خلاف ورزیاں جاری رہیں، جو عالمی معاہدے اور اسلامی اصول کے منافی تھیں۔ یہ خلاف ورزیاں امن کے عمل کو نقصان پہنچاتی رہی۔ اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق معاہدے کے بعد بھی امن کو برقرار رکھنا فرض ہے۔

کارگل جنگ کا آغاز ۳ مئی ۱۹۹۹ء میں ہوا جب پاک-بھارت LoC کی خلاف ورزی کے الزامات کے ساتھ مسلح تصادم شروع ہوئے۔ اس جنگ میں معاہدے یا امن کی خلاف ورزی شامل تھی، کیونکہ LoC کی حدود کو بدلنے اور غیر مستند طور پر عسکری کارروائیوں نے معاہدے کی روح کو پامال کیا۔ اسلامی اصول کے مطابق جنگ صرف دفاع میں جائز ہے، نہ کہ کسی معاہدے کی خلاف ورزی کی وجہ سے۔

---

18 القرآن: ۹/۴۔

19 ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار ۲۰۲۰ء)، ۵۳/۴۔

۴۔جنگ بندی (Ceasefire)

اسلامی اصول کے مطابق جب تک معاہدہ جاری ہے، فریقین کو ایک دوسرے کے ساتھ جنگ بندی کا احترام کرنا لازم ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ـ فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ۔[20]

ترجمہ: یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں سے اعلان براءت ہے جن سے تم لوگوں نے عہد کر رکھا تھا۔اب ان سے کہہ دو کہ چار ماہ تک اور زمین میں چل پھر لو۔

ان آیات میں مشرکین کے ساتھ چار ماہ تک جنگ بندی کا اعلان کیا گیا ہے۔ پاک بھارت جنگ اپریل۔مئی ۲۰۲۵ء میں دوبارہ فائرنگ اور حملوں کے تبادلے کے بعد ایک نئی جنگ بندی طے پائی، لیکن دونوں اطراف نے سیز فائر کی خلاف ورزیاں کیں۔فائرنگ دوبارہ شروع ہوئی کہ جہاں دونوں ممالک نے ایک دوسرے پر جھڑپوں، گولہ باری اور خلاف ورزیاں کرنے کا الزام لگایا۔

اسلامی اصول کے مطابق جب تک معاہدہ جاری ہے، فریقین کو ایک دوسرے کے ساتھ جنگ بندی کا احترام کرنا لازم ہے۔

۵۔دشمن سے مڈبھیڑ کی آرزو کرنے کی ممانعت(Prohibition of war with enemy)

دور حاضر میں بھی دیکھا گیا ہے کہ غالب اقوام مقبوضہ علاقوں میں مظلوم انسانوں کیساتھ مڈبھیڑ کرنے اور ان کو اذیّت ناک سزاؤں میں مبتلا رکھنے کی آرزو مند رہتی ہیں لیکن نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی جنگ کی آرزو اور خواہش کرنے سے منع فرمادیا تھا ارشاد نبوی ﷺ ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ، لاَ تَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ، وَسَلُوا اللَّهَ العَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الجَنَّةَ تَحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوفِ۔[21]

ترجمہ: اے لوگو! دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنّا مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور پھر اگر دشمن کے ساتھ ٹاکرا ہو جائے تو ضرور استقلال سے کام لو اور خوب جان لو کہ جنّت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

اس فرمان سے ان علمائے کرام کی رائے کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ دفاعی تھیں نہ کہ جارحانہ۔یعنی حضرت محمد ﷺ نے امن کو جنگ پر ترجیح دی ہے لیکن اگر کوئی قوم جنگ مسلط کرے تو پھر پیٹھ نہ دکھائی جائے بلکہ جرأت و بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنا لازم ہے۔ شملہ معاہدہ کے بعد دونوں ممالک نے امن قائم رکھنے کا وعدہ کیا۔حدیث کی روشنی میں دشمن سے تصادم کی تمنا نہیں ہونی چاہیے۔صبر اور استقلال سے امن کی حفاظت کرنا واجب ہے۔ LoC پر بعد ازاں فوجی کارروائیاں جاری رہیں، جس سے اسلامی اصول کی خلاف ورزی ہوئی۔

۶۔دوران جنگ اسلحہ ضائع کرنے کی ممانعت (Prohibition of wasting weapons during war)

اسلام نے جہاں دیگر معاملات میں میانہ روی اور اعتدال کا اصول دیا ہے۔وہاں جنگ میں بھی مسلم فوج کو اسلحہ ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے صحیح بخاری کی ایک روایت ہے:

---

20 القرآن: ۹/۱۔

21 ایضاً۔

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَارْمُوهُمْ، وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ[22]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز ہم سے فرمایا جب کافر تمہاری زد میں آجائیں اس وقت تیر چلاؤ اور اپنے تیروں کو بچائے رکھو۔

LoC اور سرحدی آپریشنز میں کئی بار فوجی وسائل بے تحاشہ استعمال ہوئے حدیث کی روشنی میں، صحیح حکمت عملی اپنانے سے نقصان اور جانوں کا ضیاع کم کیا جا سکتا تھا۔

۷۔ جنگ میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل کی ممانعت (Prohibition of killing women, children and the elderly in the war)

دشمن کی فوج میں اگر عورتیں، بوڑھے اور بچے شامل ہوں تو اسلامی فوج کو یہ حکم ہے کہ ان پر ہاتھ اٹھانے سے گریز برتیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

لَا تَقْتُلُوا امْرَأَةً، وَلَا صَغِيرًا، وَلَا شَيْخًا فَانِيًا[23]

ترجمہ: کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل مت کرو۔

۲۰۰۳ء کے سیز فائر کے باوجود اسکولوں، گھروں اور مساجد کے قریب شیلنگ، بچوں اور بزرگوں کی شہادت اسلامی قانون کے مطابق یہ حرام اور اخلاقی جرم ہے۔

۸۔ لاشوں کی بے حرمتی کرنے کی ممانعت (Prohibition of desecrating dead bodies)

ایّام جاہلیت میں یہ عام رواج تھا کہ دشمن کی لاشوں کو اپنی سواریوں کے پاؤں تلے روندتے اس سے بھی اگر انتقام کی آگ ٹھنڈی نہ ہوتی تو کٹے ہوئے اعضاء کا ہار بنا کر گلے میں پہن لیتے، کلیجہ نکال کر چباتے۔ لاش کی کھوپڑی میں شراب پیتے۔ عہد نبوی ﷺ میں دوران جنگ ان تمام اخلاق رزیلہ کو ممنوع ٹھہرایا گیا۔ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے:

كَانَ النَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ، وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ.[24]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ ہیں صدقہ کرنے کی ترغیب دیتے اور مثلہ کرنے سے روکا کرتے تھے۔

۱۹۹۰ تا ۱۹۹۳ء میں کشمیری علاقوں میں شہری نسل کشی جیسے واقعات ان واقعات کو عام جنگی جھڑپوں سے ہٹ کر ایسی وارداتوں کے طور پر دیکھا جاتا ہے جہاں غیر مسلح شہریوں کو نشانہ بنایا گیا، جسے اسلامی اور بین الاقوامی قانون دونوں میں مثلہ یا بلاوجہ قتلِ عام قرار دیا جاتا ہے۔

۹. غیر جنگجو افراد کی حرمت (The sanctity of non- combatants)

قتال کو صرف ان لوگوں کے خلاف جائز قرار دیا گیا ہے جو خود جنگ میں شریک ہوں اس میں غیر جنگجو افراد پر حملے کی ممانعت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔[25]

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

---

22 . بخاری، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ بدر، ح ۳۹۵۱۔

23 محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزي، مشکاۃ المصابیح، (بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۹۸۵ء)، کتاب الجہاد، باب القتال في الجہاد ح ۳۹۱۶۔

24 سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی النہی عن المثلۃ، حدیث نمبر ۲۶۶۷۔

25 القرآن: ۲/۱۹۰۔

حافظ ابن کثیرؒ کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں کو مدینہ میں جہاد کی اجازت دی گئی مکہ میں تیرہ سال تک ظلم سہنے کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ اب وہ دفاع میں جنگ کر سکتے ہیں۔[26]

پاک-بھارت جنگوں میں جہاں کہیں غیر مقاتل شہریوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نشانہ بنایا گیا، وہاں یہ جنگ اسلامی اصولِ قتال کے دائرے سے نکل کر عدوان بن گئی۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ محض قومی یا عسکری مفاد کسی بھی تجاوز کو شرعی جواز فراہم نہیں کرتا۔

پاک فوج کا کردار اسلامی اصولوں کی روشنی میں

ا۔جنگ ۱۹۶۵ء میں اگرچہ دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے خلاف جنگی کاروائیاں کیں تاہم کچھ مواقع پر غیر انسانی، غیر اخلاقی اور اسلامی اصولوں کے خلاف اقدامات بھی دیکھنے میں آئے ۔

۲. ۱۹۷۱ء کی جنگ میں اقوام متحدہ اور دیگر تنظیموں نے الزام لگایا کہ آپریشن سرچ لائٹ میں پاکستانی فوج کی طرف سے بڑے پیمانے پہ ہلاکتیں اور خواتین کی بے حرمتی ہوئی۔[27]

۳۔کارگل کی جنگ میں بھارتی میڈیا نے دعٰوی کیا کہ بھارتی قیدیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

۴۔پاک فوج نے عمومی طور پر قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا۔

تاہم پاک فوج نے سرحدی تحفّظ کے لیے فوجی کارروائیاں کیں۔اسلامی اصول کے مطابق دشمن کی طرف سے حملہ ہو تو مقابلہ جائز ہے۔بلا وجہ جارحیت نہیں کی گئی۔یہ بنیادی طور پر(البقرہ:۱۹۰)اور صحیح بخاری کی بدر کی حکمت عملی کے مطابق ہے۔

بھارتی افواج کا طرز عمل:اسلامی اور انسانی اصولوں کا جائزہ

بھارتی افواج نے پاکستان کے خلاف جنگوں میں انسانی حقوق کی بدترین پامالیاں کیں غیر انسانی طریقے استعمال کیے گئے جو اسلامی اصول جنگ اور بین الاقوامی انسانی قوانین کی صریح خلاف ورزی تھے:

ا۔۱۹۴۷ء کی پاک بھارت جنگ میں مظفر آباد، راولا کوٹ، بارہ مولہ، کپواڑہ، جموں وغیرہ میں عام شہریوں کو جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا۔قبائلی لشکروں اور کچھ مقامی افراد نے شہری املاک کو لوٹا، عورتوں اور بچوں کو بھی نہیں بخشا۔

۲۔اجتماعی قتل عام(Massacres) کیا گیا ریل گاڑیوں، سڑکوں اور جنگلوں میں بے دردی سے مارا گیا۔ایک رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۰۰ سے زائد مسلمان صرف جموں خطے میں قتل کیے گئے۔[28]

۳۔مذہبی بنیادوں پر نسل کشی(Ethnic Cleansing) کی گئی۔ہندو مہاراجہ ہری سنگھ کی افواج کے عسکری رضاکاروں نے مسلمانوں کے خلاف مذہبی تعصب پر مبنی RSS ہندوؤں کی جماعت نے مہم چلائی۔جس میں قتل عام، زبردستی مذہب تبدیل کروانا اور جبری ہجرت شامل تھا۔

۴۔عصمت دری اور جنسی تشدّد کو روا رکھا گیا کشمیری خواتین، بالخصوص بارہ مولہ اور جموں خطے میں قبائلی حملہ آوروں اور مقامی گروہوں کی طرف سے عصمت دری کا نشانہ بنیں کئی غیر ملکی رپورٹس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ عورتوں کو اغوا کیا گیا، فروخت کیا گیا یا بطور قیدی رکھا گیا۔

---

26 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،۱/۲۵۵۔

27 خالد حمدانی، **پاکستان کی جنگیں اور دفاعی پالیسی**،(اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء)۔

28 . Anthony Mascarenhas, the rape of Bangladesh, Vikas publication,ء 1971, p:89.

۵۔لوٹ مار اور املاک کو تباہ کیا گیا بارہ مولہ اور گرد و نواح میں قبائلی حملہ آوروں کی طرف سے ہسپتالوں، سکولوں، بازاروں اور رہائشی مکانات کو لوٹا اور جلایا گیا۔(St. Joseph's Hospital) کو تباہ کر دیا گیا جہاں غیر مسلح مریضوں اور نرسوں کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔

۶۔دوران ہجرت مسلمان قافلوں کی بسوں، گاڑیوں اور ریل گاڑیوں پر حملے کیے گئے عورتوں کو اغوا کیا گیا بچوں کو قتل کیا گیا اور لاشوں سے بھری ٹرینیں لاہور پہنچیں۔

۷۔بھارت نے کئی مواقع پر سرحدی دیہات، سکولوں، اسپتالوں اور شہری آبادیوں پر گولہ باری کی سیالکوٹ اور لاہور کے نواحی علاقوں میں معصوم شہریوں کی ہلاکت کی خبریں سامنے آئیں۔

۸۔کچھ بھارتی کیمپوں میں پاکستانی جنگی قیدیوں کو مناسب خوراک، طبّی امداد اور انسانی سلوک سے محروم رکھا گیا۔

۹۔بھارت کی طرف سے بعض مساجد اور دیگر مذہبی مقامات کو بھی نقصان پہنچایا گیا جس سے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچی۔

۱۰۔سیز فائر کے بعد بھی بعض علاقوں میں فائرنگ جاری رہی، جسے جنگ بندی کی خلاف ورزی قرار دیا گیا۔

۱۱۔زخمیوں، فوجیوں اور ایمبولینسز کو بھی نشانہ بنانے کے چند واقعات رپورٹ ہوئے جو بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزی تھیں۔[29]

۱۲۔مغربی پاکستانیوں، بہاری مسلمانوں، اور پاکستان حامی بنگالیوں کا قتل عام۔

۱۳۔خواتین کی بے حرمتی، لوٹ مار، اور مساجد کی بے حرمتی۔

۱۴۔مکتی باہنی کے ہاتھوں بہاری مسلمانوں کا قتل عام ایک الم ناک واقعہ ہے۔

۱۵۔کارگل جنگ کے بعد پاکستان نے بھی کہا کہ بھارتی فوج نے شہید ہونے والے کیپٹن کرنل شیر خان اور دیگر کے جسموں کی بے حرمتی کی۔

۱۶۔بھارت نے اقوام متحدہ کی منظوری کے بغیر فضائی حدود کو وسعت دی۔[30]

نتائجِ تحقیق(Research Findings)

۱۔عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ میں اسلامی اصول واحکام کی نہ صرف علمی تدوین ہوئی بلکہ انہیں ایک مثالی ریاست اور معاشرے کی صورت میں کامیابی سے نافذ کر کے آزمایا گیا۔

۲۔اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی میں امن، مصالحت اور سفارت کاری (مثلاً میثاقِ مدینہ و صلحِ حدیبیہ) کو جنگ پر ہمیشہ فوقیت حاصل رہی؛ جنگ صرف دفاع یا فتنہ وفساد کے خاتمے کے لیے بطورِ مصلحت اختیار کی گئی۔

۳۔قرآن وسنت کے عطا کردہ جنگی ضوابط محض اخلاقی ہدایات نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لیے "فرضِ عین" اور ابدی قانونی حیثیت رکھتے ہیں، جن میں تاقیامت تبدیلی یا انحراف ممکن نہیں۔

۴۔اسلامی اصولِ حرب اپنی آفاقی قدروں، انسانیت نوازی اور غیر متعصبانہ نظام کی بدولت جدید دور کے مروجہ جنگی قوانین اور مغربی نظریات پر واضح فوقیت وبرتری رکھتے ہیں۔

۵۔پاک بھارت جنگوں کے دوران پاکستان کی عسکری کارروائیاں بنیادی طور پر دفاعی نوعیت کی اور قرآنی احکامات کے عین مطابق تھیں، جن میں عالمی قوانینِ حرب کی پاسداری کی گئی۔

---

29 پرویز مشرف، **ان دی لائن آف فائر** (امریکہ: سائمن اینڈ شاسٹر، ۲۰۰۶ء)، ص۱۸۔

30 ڈاکٹر محمود صفدر، **پاکستان کی تاریخ**، ایک تجزیاتی مطالعہ، (لاہور: ۲۰۱۱ء)ص ۱۱۔

۶۔ تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بھارتی افواج اور ان کے حامی مسلح گروہوں نے انسانی حقوق کی سنگین پامالیاں کیں، جن میں نہتے شہریوں کا قتلِ عام، مذہبی بنیادوں پر نسل کشی (Ethnic Cleansing) اور عصمت دری جیسے غیر انسانی افعال شامل تھے۔

۷۔ بھارت کی جانب سے بین الاقوامی قوانین اور اسلامی اصولوں کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے ہسپتالوں، تعلیمی اداروں، مساجد اور مہاجر قافلوں کو دانستہ طور پر نشانہ بنایا گیا جو کہ جنگی جرائم کے زمرے میں آتا ہے۔

۸۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک اور کارگل جنگ کے شہداء (مثلاً کیپٹن کرنل شیر خان شہید) کے جسدِ خاکی کی بے حرمتی بھارت کے اس متعصبانہ طرزِ عمل کی عکاس ہے جو کسی بھی اخلاقی یا قانونی ضابطے کو تسلیم نہیں کرتا۔

۹۔ بھارت نے کئی مواقع پر اقوام متحدہ کے ضوابط، سیز فائر کے معاہدوں اور فضائی حدود کی خلاف ورزی کر کے عالمی امن اور علاقائی استحکام کو شدید نقصان پہنچایا۔

سفارشات

اس بحث کے نتائج کی روشنی میں چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں جن پر مزید تحقیقی اور عملی کام کی اشد ضرورت ہے تاکہ اسلام کے جنگی اصولوں کے حوالے سے آگاہی پیدا کی جاسکے:

۱۔ اسلامی اصول جنگ کو بین الاقوامی سطح پر اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اسلام امن کو جنگ پر فوقیت دیتا ہے۔

۲. اسلامی تعلیمات کو نصاب میں شامل کیا جائے خصوصاً امن، رواداری، عدل اور جنگ کے اخلاقی اصولوں سے متعلق مضامین، تاکہ نوجوان نسل میں عالمی شعور بیدار ہو سکے۔

۳۔ پاک بھارت جنگ کے دوران سامنے آنے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر غیر جانبدار تحقیق کی جائے اور ان کا اسلامی اصولوں سے تقابلی جائزہ لیا جائے تاکہ مستقبل میں اصلاح کی راہ ہموار ہو سکے۔

۴۔ بین الاقوامی مکالمے کے فورمز پر اسلام کے اصول جنگ و امن کو پیش کیا جائے تاکہ اسلام کو عالمی سطح پر دہشت گردی کے ساتھ جوڑنے سے گریز کیا جائے۔

۵. مسلم حکمرانوں کو اسلامی اصول جنگ کو خارجہ پالیسی اور دفاعی پالیسی کا مستقل حصہ بنانا چاہیے تاکہ اقوام عالم کے سامنے ایک مثبت اور خوبصورت شکل پیش کی جاسکے۔

۶۔ اسلام کے اصول جنگ کو انسانی حقوق کے عالمی اعلامیوں کے ساتھ ہم آہنگ کر کے پیش کیا جائے تاکہ اسلام کی تعلیمات کو بین الاقوامی قانونی اور اخلاقی معیارات میں بہتر انداز میں سمجھا جاسکے۔

۷. اسلامی تاریخ میں امن کی کوششوں کو نمایاں کر کے پیش کیا جائے تاکہ نوجوان طبقہ جہاد اور جنگ کی اصل روح کو سمجھے۔